رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ ہندوستان

قیمت سالانہ غیر ممالک ۱۳

نمبر ۹۴ | مورخہ ۳۰ شوال ۱۳۵۳ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۵ فروری ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۳۔فروری بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے :۔

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے

دفتر پرائیویٹ سکرٹری کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ الفضل مورخہ ۲۹ر جنوری میں خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے والوں کے متعلق جو اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں بعض ملازمت پیشہ احباب کے نام بھی درج ہو گئے ہیں۔ وُہ اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ سمجھیں۔

۳ر فروری ۵ بجے صبح زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس ہوا۔ ۸ بجے کے قریب دوبارہ جھٹکا لگا :۔

افسوس کہ مرزا حسین بیگ صاحب متوطن کھدریالہ ضلع گجرات جو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نرمی تواضع صبر اور تقویٰ اختیار کرو

"میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہُوں کہ وُہ طریقِ تقوٰے پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں۔ اور گالیوں کے مقابلہ پر گالیاں نہ دیں وُہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سُنیں گے۔ جیسا کہ وُہ سن رہے ہیں۔ مگر چاہیئے۔ کہ خاموش رہیں۔ اور تقوٰے اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وُہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں قابلِ تائید ہوں۔ تو صلاح اور تقوٰے اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی۔ اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے۔ مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے۔ جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہُوں۔ کہ خدا تعالےٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو۔ اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقوٰے اختیار کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے چاہو۔ کہ وُہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرمائے "۔

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب کرام کی درخواست منظور فرمالی

"الفضل" روزانہ شائع ہوگا

معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کذب و افترا سے پُر پراپیگنڈا کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے مقابلہ میں احباب جماعت احمدیہ "الفضل" کی دو روزہ اشاعت کو کافی نہ سمجھتے ہوئے کچھ عرصہ سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیہم درخواست کر رہے ہیں۔ کہ "الفضل" کو روزانہ کر دیا جائے۔ مخلصین جماعت کو مبارک ہو کہ حضور نے ان کی گزارش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ "الفضل" کو فی الحال چھ ماہ کے لئے روزانہ کر دیا جائے۔ اور اس کی اشاعت کی صورت یہ ہو۔ کہ ہفتہ میں تین پرچے حسب معمول ۱۲ صفحہ کے شائع ہوں۔ اور باقی تین دن چار صفحہ کا پرچہ شائع کیا جائے۔ تاکہ جماعت کو روزانہ سلسلہ کے متعلق اہم خبروں۔ اور ضروری حالات سے آگاہی حاصل ہوتی رہے۔

ضروری انتظامات مکمل ہونے کے بعد اب انشاء اللہ بہت جلد "الفضل" روزانہ شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور اس کے لئے چھ ماہ کی اصل قیمت میں صرف اڑھائی روپیہ کا اضافہ کیا جائیگا امید ہے۔ کہ احباب کرام بڑی خوشی سے روزانہ "الفضل" کا خیر مقدم کریں گے۔ اور اس کی اشاعت بڑھانے میں پوری کوشش و سعی فرمائیں گے۔ جس کی سب سے بہترین صورت یہ ہے۔ کہ فوراً ہر جگہ "الفضل" کی ایجنسیاں قائم کر کے زیادہ سے زیادہ پرچے اکٹھے منگانے کا انتظام کیا جائے۔ مکمل پرچہ کی قیمت ایک آنہ اور چار صفحہ کے پرچہ کی قیمت ایک پیسہ ہوگی۔ ایجنسیوں کو ۱۰ پرچوں تک ۱۲½ فیصدی ۱۹ تک ۲۰ فیصدی اس سے زیادہ ۲۵ فی صدی کمیشن دیا جائیگا۔ درخواستیں بہت جلد بھیجدی جائیں۔ جہاں ایجنسی کا انتظام نہ ہو سکے۔ وہاں کے احباب مستقل خریداری منظور فرمائیں اور ہر احمدی اپنے نام ضرور اخبار جاری کرائے۔

سابقہ خریداروں کو یہ یقین رکھتے ہوئے کہ سب ہی روزانہ خریدنا چاہتے ہیں۔ خریدار سمجھا جائیگا اور چھ ماہ کے لئے ۲/۸ ان کے ذمے ہونگے۔ جو بذریعہ وی۔ پی بصورت نہ آنے منی آرڈر کے وصول کئے جائیں گے۔ جو نہ لے سکیں وہ اطلاع دیدیں۔ اڑھائی روپیہ کی نہایت ہی قلیل رقم کے اضافہ پر چھ ماہ تک روزانہ اخبار منگانا نہایت ہی معمولی بات ہے۔ اور بحالات موجودہ امید ہے۔ کہ ہر ایک سابقہ خریدار اسے بخوشی منظور کرے گا۔

مینجر اخبار "الفضل" قادیان

حضرت امیر المومنین کا فرمان

جماعتیں اپنے معمولی چندے کے بقائے ادا کریں

تحریک جدید فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"... اس بڑی قربانی کے لئے ان ہی احباب اور جماعتوں کو لیا جائے گا۔ جنہوں نے چھوٹی قربانیاں پوری کر دی ہونگی یا جو پوری کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جماعتوں کے سکرٹریوں کو چاہیئے۔ کہ وہ میرے اس خطبہ کے پہنچنے کے بعد اپنی اپنی جماعتوں کو اکٹھا کریں۔ اور انہیں کہیں۔ کہ امیر المومنین کا حکم ہے۔ کہ آج وہی اس جنگ میں شامل ہوگا۔ جو اپنے بقایوں کو بے باق کر کے آئندہ کے لئے چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کرے گا"

"جماعت ...... اپنے ایمان کا معیار صرف یہ نہ سمجھ لے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے کر میرے مطالبہ کو پورا کر دیا۔ بلکہ ہر جماعت کا فرض ہے۔ کہ اپنے بقائے ادا کرے گی"

احمدیوں کو قتل کرنے کی کھلم کھلا تلقین

اور

حکومت کے خلاف مسلمانوں میں نفرت و حقارت پیدا کرنے کی کوشش

احراری مولوی جگہ بجگہ نہایت اشتعال انگیز۔ اور اشتعال انگیز تقریریں کر کے جس طرح احمدیوں کے ننگ و ناموس۔ ان کے اموال اور ان کی جانوں کو خطرہ میں ڈال رہے۔ اور فضا کو بگاڑ کر بدامنی اور فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ حکومت کے خلاف بھی مسلمانوں میں سخت نفرت اور حقارت کے جذبات پیدا کر رہے ہیں۔ اور کھلم کھلا کہہ رہے ہیں۔ کہ حکومت کو الٹ دینا ان کا بہت بڑا مقصد ہے۔ بلکہ احمدیت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کا طریق ہی یہ ہے۔ کہ موجودہ حکومت سے آزادی حاصل کر کے اپنی حکومت قائم کر لی جائے۔ ۲۷ جنوری وڈالہ ضلع جالندھر میں ایک احراری مولوی عبدالمجید نے جو تقریر کی اور جسے حکومت تک پہنچانے کے لئے اس نے سرکاری رپورٹر کے متعلق کہا۔ کہ وہ اسے صاف صاف نوٹ کرانا چاہتا ہے۔ اس میں جہاں جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا کی شان میں نہایت فحش کلامی کی۔ عوام کو کھلم کھلا احمدیوں کے قتل کی تحریک کی۔ وہاں حکومت کے خلاف بھی مسلمانوں کو مشتعل کیا۔ چونکہ اس قسم کی تقریریں آئے دن ملک میں اندر ہی اندر خطرناک بدامنی پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور سرکاری رپورٹر عام طور پر اس ہیجان کو حکومت کے ساتھ احمدیوں کے خلاف بھی نفرت انگیزی کی جا رہی ہے اعلیٰ حکام کو صحیح حالات نہیں پہنچتے اس لئے ذمہ دار حکام کی توجہ مبذول کرانے کے لئے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل

نمبر ۹۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ شوال ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مخلصین کا انتہائی اخلاص اور بعض لوگوں کا قابلِ اصلاح رویہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
پہلے میں اس تأثر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو

میری ایک خواب

اور بعض اور دوستوں کی خوابوں کے متعلق جنہیں میں نے ۴ جنوری کے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ جماعت میں پیدا ہوا ہے مختلف رنگ میں جماعت نے اس سے اثر قبول کیا ہے۔ اور جس قسم کے اخلاص سے بھرے ہوئے۔ اور

محبت سے لبریز خطوط

مجھے آئے ہیں۔ وہ اس گہرے تعلق کو جو کہ جماعت کے امام کے ساتھ جماعت کو ہے۔ خوب اچھی طرح ظاہر کرتے ہیں بعض لوگوں نے تو انتہائی الفاظ جو اپنے اخلاص کے اظہار کے متعلق وہ استعمال کر سکتے تھے۔ لکھنے کے بعد اپنی

بیچارگی اور معذوری کا اظہار

کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انہیں الفاظ ایسے نہیں ملتے۔ جن سے وہ اپنے اخلاص کا اظہار کر سکیں۔ بعضوں نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ اگر انہیں اجازت ہو۔ تو وہ اپنی ملازمتیں چھوڑ کر قادیان آجائیں۔ اور میرے لئے

پہرہ دینے والوں میں

شامل ہوں بعضوں نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ جماعت پر دس پندرہ یا بیس ہزار روپیہ کی رقم جو مناسب سمجھی جائے لگا دی جائے۔ اور یہ کہ وہ اپنے اخراجات کو ہر رنگ میں کم کر کے اسے پورا کریں گے۔ تاکہ اس روپیہ سے آپ کی

حفاظت کے لئے انتظام

کیا جائے۔ غرض وہ جوش اور اخلاص جس کا اظہار ہماری جماعت نے کیا ہے۔ ثابت کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے۔ کہ گو اس میں بعض کمزور بھی ہوں۔ مگر اس کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو اس بوجھ کو اٹھائے چلا جائے گا۔ جو احمدیت کے متعلق اس پر عائد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ

خدا تعالیٰ کا مقدر

پورا ہو۔
کبھی کسی جماعت میں سارے مومن نہیں ہوئے۔ بلکہ کچھ حصہ منافقین کا بھی ہوتا ہے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمام وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے مخلص نہیں تھے۔ بلکہ منافق بھی تھے۔ پھر بہت سا حصہ جہاں قربانیاں کرتا۔ وہاں ایک حصہ ایسا بھی تھا۔ جو

اسلام کے لئے قربانی

کرنے پر تیار نہیں تھا۔ حالانکہ اس موقعہ پر قربانیوں کے لئے ننگے ہو کر سامنے آنے کے بہت سے مواقع تھے۔
لیکن اب ایک

منظم اور قانون پر چلنے والی گورنمنٹ

کی ماتحتی کی وجہ سے منافق اور غیر منافق میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو شخص بھی ایمان لاتا۔ اسے یہ ظاہر کرنا پڑتا۔ کہ اس کی گردن اسلام کے لئے حاضر ہے۔ اسے کاٹ لیا جائے مگر آج بعض لوگوں کو احمدی ہوئے بیس بیس سال گزر گئے۔ مگر بوجہ ایک

منظم گورنمنٹ

کے ماتحت ہونے کے انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ گو ہزارہا ایسے بھی ہیں۔ جو احمدیت کی وجہ سے مارے پیٹے گئے۔ انہیں اپنی

جائدادوں سے بے دخل

کر دیا گیا۔ ان کی بیویوں اور بچوں کو چھین لیا گیا۔ اور ان کی عزتوں اور آبروں پر حملہ کیا گیا۔ لیکن ایک حصہ ایسا بھی ہوگا۔ اور یقیناً ہے۔ جسے مخالفوں کی طرف سے کوئی

قابلِ ذکر تکلیف

نہیں پہنچی۔ پس آج جبکہ جماعت کے ایک حصہ کو سالہا سال سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ کچھ منافق بھی ہماری جماعت میں شامل ہو جائیں۔ تو ان کا پتہ لگانے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مخالفت اتنی کھلی تھی۔ اور مخالفت بھی

تلوار کی مخالفت

کہ جو شخص اسلام قبول کرتا۔ اسے اپنی جان قربان کر کے اسلام میں شامل ہونا پڑتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے باوجود بھی اس وقت منافق موجود تھے۔ تو موجودہ زمانہ میں ایسے لوگوں کی جماعت احمدیہ میں شمولیت کوئی بڑی بات نہیں ہو سکتی۔ پس کمزوروں کی کمزوری نہیں دیکھنی چاہیئے بلکہ

مخلصوں کا اخلاص

دیکھنا چاہیئے۔ اور یہ کہ وہ اخلاص کس حد تک پہنچا ہوا ہے اور اگر معلوم ہو کہ سلسلہ میں ایسے مخلصین موجود ہیں۔ جو اپنی جان اپنا مال اپنی عزت اپنی آبرو اپنا آرام اور اپنی آسائش سب کچھ قربان کر کے سلسلہ کے پھیلانے اور اس کے احکام کو دنیا میں رائج کرنے کے لئے ہر وقت بے قرار رہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ترقی کا مادہ

اپنے اندر رکھتی ہے اور کوئی مخالفت اسے بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔

پہرے کے متعلق بھی دوستوں نے

عجیب عجیب قسم کی تحریکیں

کی ہیں۔ بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ رات کو جب آپ سوئیں۔ تو کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کس کمرہ میں ہیں حتیٰ کہ بیویوں کو بھی یہ علم نہیں ہونا چاہیئے۔ بعضوں نے لکھا ہے

کہ خیر ہویوں کو علم ہو۔ تو کوئی حرج نہیں۔ کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تمام باتیں جماعت کے اخلاص اور محبت کا نہایت اچھی طرح اظہار کرتی ہیں۔ گو ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جائے۔ تو زندگی دوبھر ہو جائے۔ مگر جہاں جماعت کی طرف سے نہایت ہی

اخلاص اور محبت کا اظہار

کیا گیا ہے۔ وہاں جیسا کہ بندر کا تماشہ دکھانے والے روکنے کے باوجود چھینک پڑتے ہیں۔ اسی طرح چھینکنے والے لوگ بھی ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ چنانچہ مجھے بتایا گیا ہے کہ قادیان میں ایک شخص کو جب

مسجد میں پہرہ

کے لئے کہا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ اس طرح پہرہ دینا میرے اصول کے خلاف ہے۔ پس جہاں باہر کی جماعتوں میں ایسے مخلصین موجود ہیں۔ جو پہرہ کے لئے اپنی نوکریاں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ وہاں قادیان میں بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ پہرہ دینا ان کے

اصول کے خلاف

ہے۔ حالانکہ ان کے وہ اصول کہاں سے آئے ہوئے ہیں۔ کیا ان کے اصول کی صحت کا کوئی ثبوت ہے۔ ممکن ہے اس ایک شخص کی بات سنکر ہیں اسے نظر انداز کر دیتا۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ یہ الفاظ ایک ایسے شخص کے مونہہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ جو ہمیشہ اپنی بے اصولی باتوں کو با اصول کہتا رہتا ہے۔ اور اس کی عادت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ بہت سی

بے اصولی باتیں

کرتا ہے۔ مگر انہیں اصول قرار دیتا ہے۔ مگر چونکہ ایسے آدمی ہر جگہ بات کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور گو ہمیں تو اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ دیکھیں کون پہرہ دیتا ہے اور کون نہیں۔ مگر چونکہ اس قسم کی باتوں کے نتیجہ میں وہ مخلصین اور

کام کرنے والے لوگ

جو پہرہ دیتے ہیں۔ ان پر اعتراض ہوتا۔ اور وہ بے وقوف سمجھے جا سکتے ہیں۔ حالانکہ بے وقوف پہرہ دینے والے نہیں بلکہ پہرہ پر اعتراض کرنے والے ہیں۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا جواب دے دوں۔ ورنہ

اپنی ذات کے لئے

مجھے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اندر جو اخلاص میرے متعلق پیدا کیا ہے۔ وہ اس قسم کی باتوں سے دور نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ

ایک طبقہ

ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ جو اس قسم کی باتوں سے متاثر ہو اور ممکن ہے کہہ دے کہ اعتراض کرنے والے نے کیسی اچھی بات کہی۔ نماز کا اس نے احترام کیا۔ اور اس بات کو بے ضرورت سمجھا۔ کہ

خدا تعالیٰ کے فرض کی ادائیگی

کے وقت کسی انسان کی حفاظت کے لئے نماز پڑھنی چھوڑ دی جائے۔ اور اس طرح مخلصین کے اخلاص پر اعتراض واقع ہوتا۔ اور وہ اس قسم کی باتوں کے نتیجہ میں احمق قرار پاتے ہیں۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ کچھ بیان کر دوں ؛ پہلی چیز جو ہمارے سامنے ہے۔ وہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ

ہے۔ ابھی تک وہ لوگ زندہ ہیں۔ جو باقاعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ سکول کے طالب علم۔ مہمان اور قادیان کے باشندے ہمیشہ پہرہ دیتے رہے۔ بلکہ کچھ عرصہ تک ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندہری کے سپرد بھی یہ ڈیوٹی رہی۔ اور وہ سکول کے طالب علموں کا پہرہ مقرر کرتے۔ اور باریاں مقرر کرتے تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے۔ جو

راتوں کو جاگ کر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کا پہرہ دیا کرتے اس صورت میں اعتراض کرنے والے کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا یہ طریق عمل بھی اس کے اصول کے خلاف ہوگا۔ اور اس کے نزدیک لوگوں کا پہرہ دینا یا تو خدائی حفاظت کے باوجود جس کا آپ کو وعدہ دیا گیا۔ ایک عبث فعل ہوگا۔ اور یا ان کے

وقار کے خلاف

ہوگا۔ راتوں کو جاگنا اور پہرہ دینا جبکہ ایک شخص گھر میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور دروازے بند ہوں۔ اتنا ضروری نہیں ہوتا جتنا کہ انسان جب باہر نکلے۔ تو اس کی حفاظت ضروری ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایسا ہوتا رہا۔ یہ شخص اگر اس وقت ہوتا۔ تو یہی کہتا کہ پہرہ دینا تو میرے اصول کے خلاف ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سفروں پر جاتے۔ تو آپ کے ساتھ

حفاظت کے لئے زائد سواریاں

اور یکے ہوتے۔ اگر آپ رتھ میں جاتے۔ تو علاوہ ان لوگوں کے جو حفاظت کے لئے رتھ میں ہی آپ کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ وہ تین رتھ یا یکے ساتھ ساتھ بھاگتے۔ چلے جاتے یہ شخص تو اگر اس وقت ہوتا۔ اور اسے یکے کے ساتھ چلنے کو کہا جاتا۔ تو شاید

خود کشی کو ترجیح

دیتا۔ کہ اس قدر ہتک کی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی گھر میں

ہدیۃً آئی ہوئی چیز

بغیر دریافت کئے استعمال نہ کرتے۔ بلکہ آپ پوچھ لیتے۔ کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔ کون دینے آیا تھا۔ اور آیا وہ شخص جانا پہچانا ہے یا نہیں۔ جب مخالفت زیادہ بڑھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

قتل کی دھمکیوں کے خطوط

موصول ہونے شروع ہوئے۔ تو کچھ عرصہ تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کئے۔ تاکہ اگر خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے۔ تو جسم میں اس کے مقابلہ کی طاقت ہو۔ اس شخص کے نزدیک یہ بھی خدا تعالیٰ کے توکل کے خلاف ہوگا۔ پھر اپنے بچوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مغرب کے بعد

کبھی باہر نہیں نکلنے دیتے تھے۔ کیونکہ آپ سمجھتے تھے۔ لوگ دشمن ہیں۔ ممکن ہے وہ بچوں پر حملہ کر دیں۔ اور انہیں نقصان پہنچائیں۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے۔ تو اس وقت میری ۱۹ سال عمر تھی۔ ۱۶، ۱۷ سال کی عمر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے کبھی بھی مغرب کے بعد گھر سے نکلنے نہیں دیا۔ اور اس کے بعد بھی آپ کی وفات تک میں اجازت لے کر مغرب کے بعد گھر سے جاتا۔ اس کے متعلق بھی وہ کہنے والا کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ بالکل توکل اور اصول کے خلاف امر ہے۔ پھر اس سے اوپر جا کر دیکھو

توکل کے سرچشمہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی حال تھا۔ حدیثوں سے صاف ثابت ہے۔ کہ روزانہ صحابہ میں سے چند لوگ آتے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے۔ پہلے تو وہ بغیر اسلحہ کے پہرہ دیا کرتے۔ مگر ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہتھیاروں کے چھنکار

کی آواز سنی۔ تو آپ باہر تشریف لائے۔ دیکھا تو صحابہ اسلحہ سے مسلح ہو کر پہرہ دینے آئے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ کیا پتہ۔ کوئی ایسا دشمن آ جائے۔ جو با ہتھیار ہو۔ اس لئے ہم مسلح ہو کر آئے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا۔ تو ان کی تعریف کی۔ اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس آدمی کے لئے یہ بات بھی بڑی مصیبت ہوگی۔ پھر

صحابہ کی حالت

برکتی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اگر ذرا بھی اِدھر اُدھر ہوجاتے۔ تو وہ بے تحاشا آپ کی تلاش میں دوڑ پڑتے۔ بخاری میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں بیٹھے تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے آپ بغیر اطلاع دیئے اس باغ کے دوسرے کونے کی طرف چلے گئے۔ صحابہ نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا۔ تو وہ چاروں طرف دوڑ پڑے۔ وہ مشہور حدیث جس میں آپ نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے کہا تھا۔ کہ جس نے لاالہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ اسی وقت کی حدیث ہے اس شخص کے نزدیک وہ سارے صحابہ جو اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں دوڑے بے اصولے تھے۔ اور ان کا دوڑنا ان کے وقار کے خلاف تھا۔ بھلا مومن بھی کبھی ہل سکتا ہے۔ اسی طرح جنگ کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد ہمیشہ ایک گارد ہوتی۔ صحابہ کہتے ہیں۔ کہ جو ہم میں

سب سے زیادہ بہادر

ہوتا۔ وہ آپ کے گرد کھڑا کیا جاتا۔ گویا چن چن کر نہایت مضبوط اور توانا آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے مقرر کئے جاتے

بدر کی جنگ

میں صحابہ نے ایک عرشہ بنادیا تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ کو اس پر علیحدہ بٹھا کر ایک تیز رفتار اونٹنی آپ کے پاس کھڑی کر دی۔ اور کہا یا رسول اللہ ہمارے بھائیوں کو مدینہ میں معلوم نہ تھا۔ کہ جنگ ہونے والی ہے۔ اس لئے وہ نہ آئے۔ لیکن یا رسول اللہ اگر ہم سب کے سب مارے جائیں۔ تو آپ اس

تیز رفتار اونٹنی

پر سوار ہوکر مدینہ تشریف لے جائیں۔ وہاں ہمارے بھائیوں کی ایک جماعت بیٹھی ہے۔ جو اسلام کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے حاضر ہے۔ اسے آپ مدد کے لئے بلالیں۔ پھر قرآن مجید میں صراحتاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خطرے کے وقت تمام مسلمان باجماعت نماز نہ پڑھیں۔ بلکہ

آدھے کھڑے رہا کریں

اور آدھے نماز پڑھا کریں۔ جب ایک رکعت نماز پڑھ لی جائے تو نماز پڑھنے والے پہرہ پر کھڑے ہوجائیں۔ اور پہرہ دینے والے نماز میں شامل ہوجائیں۔ گویا حفاظت کے لئے پہرہ دینے والوں کو یہاں تک معافی دی گئی ہے۔ کہ جنگ کے وقت ان کی

ایک رکعت نماز

ہی خدا تعالےٰ قبول کر لیتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ ایک رکعت نہیں۔ دو ہی رکعت ضروری ہیں۔ دوسری رکعت وہ بعد میں پڑھ لیں۔ بہر حال قرآن مجید کا صراحتاً حکم ہے۔ کہ حفاظت کے لئے مسلمانوں میں سے آدھے کھڑے رہا کریں۔ اور گو یہ جنگ کے وقت کی بات ہے۔ جب ایک جماعت کی حفاظت کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ کہ چھوٹے فتنہ کے انسداد کے لئے اگر چند آدمی نماز کے وقت کھڑے کر دیئے جائیں۔ تو یہ قابل اعتراض امر نہیں۔ بلکہ ضروری ہوگا۔ اگر جنگ کے وقت

ہزار میں سے پانچ سو

حفاظت کے لئے کھڑے کیا جاسکتے ہیں۔ تو کیوں معمولی خطر کے وقت

ہزار میں سے پانچ دس آدمی

حفاظت کے لئے کھڑے نہیں کئے جاسکتے۔ یہ کہنا کہ خطرہ غیر یقینی ہے۔ بے ہودہ بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ مسلمان بھی نماز میں مشغول تھے۔ کہ ایک بدمعاش شخص نے سمجھا۔ یہ وقت حملہ کرنے کے لئے موزوں ہے۔ وہ آگے بڑھا۔ اور اس نے

خنجر سے وار

کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے۔ کہ نماز کے وقت پہرہ دینا اس کے اصول یا وقار کے خلاف ہے۔ تو سوائے اپنی

حماقت کا مظاہرہ

کرنے کے اور وہ کچھ نہیں کرتا۔ اسکی مثال اس بے وقوف کی سی ہے۔ جو لڑائی میں شامل ہوا۔ اور ایک تیر اسے آلگا۔ جس سے خون بہنے لگا۔ وہ میدان سے بھاگا۔ اور خون پونچھتا ہوا یہ کہتا چلا گیا۔ کہ یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ یہ شخص بھی

گذشتہ واقعات کا علم

رکھتا ہے۔ بلکہ انہیں عملاً ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ مگر پھر کہتا ہے۔ کہ یہ بات اصول کے خلاف ہے۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ ایک موقعہ پر صحابہ نے اپنی حفاظت کا انتظام نہ کیا۔ تو انہیں سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ چنانچہ

حضرت عمرو بن العاص

جب مصر کی فتح کے لئے گئے۔ اور انہوں نے علاقہ کو فتح کر لیا۔ تو اس کے بعد جب وہ نماز پڑھاتے۔ تو پہرہ کا انتظام نہ کرتے۔ دشمنوں نے جب دیکھا۔ کہ مسلمان اس حالت میں بالکل غافل ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے ایک دن مقرر کرکے چند سو مسلح آدمی عین اس وقت بھیجے۔ جب مسلمان سجدہ میں تھے۔ پہنچتے ہی انہوں نے تلواروں سے مسلمانوں کے سر کاٹنے شروع کر دیئے۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ

سینکڑوں صحابہ

اس دن مارے گئے۔ یا زخمی ہوئے۔ ایک کے بعد دوسرا سر زمین پر گرتا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور ساتھی سمجھ ہی نہ سکتے۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ حتیٰ کہ شدید نقصان لشکر کو پہنچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو آپ نے انہیں بہت ڈانٹا اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہ تھا۔ کہ حفاظت کا انتظام رکھنا چاہیئے۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ مدینہ میں بھی ایسا ہی ان کے ساتھ ہونے والا ہے۔ اس واقعہ کے بعد صحابہ نے یہ انتظام کیا۔ کہ جب بھی وہ نماز پڑھتے۔ ہمیشہ حفاظت کے لئے پہرے رکھتے۔ پس اگر ان معترضین کو خدا تعالےٰ نے قرآن مجید کی سمجھ نہیں دی تھی۔ تو ان کا فرض تھا۔ کہ یہ ان لوگوں سے پوچھتے۔ جو

مسائل سے واقفیت

رکھتے ہیں۔ خود بخود بغیر سوچے سمجھے ایک بات کہہ دینا سوائے اپنے بے اصولا پن کا اظہار کرنے کے اور کس کا ثبوت ہے۔ آخر ایک نابینا کا یہی کام ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی بینا کا ہاتھ پکڑے۔ تاکہ وہ گڑھے میں نہ گر جائے۔ جب وہ بھی

دینی علوم سے ناواقف

تھے۔ تو ان کا کام تھا وہ کہتے میں بھی روحانی عالم میں محتاج ہدایت ہوں۔ مجھے راہ دکھایا جائے۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ کہتے۔ مجھے کوئی دوسرا راہ دکھائے خود بخود چودھری بننے لگے۔ اور لوگوں سے یہ کہنے لگ گئے۔ کہ آؤ ہمارے پیچھے چلو۔

دوسری بات میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پچھلے جمعہ میں میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ جو جماعتیں سمجھتی ہیں۔ کہ اب

احرار کی شرارت

حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور انہیں اس پر احتجاج کی اجازت ملنی چاہیئے۔ انہیں میں اجازت دے سکتا ہوں۔ کہ وہ الگ

سیاسی انجمنیں

بنالیں۔ اور حکومت تک اپنے خیالات پہنچا کر دیکھ لیں۔ اور گورنمنٹ کے سامنے اپنے

دل کے زخم

کھول کر رکھ دیں۔ کہ کیا اثر ہوتا ہے۔ اس امر کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی۔ کہ میں دیکھتا تھا۔

جماعت میں اشتعال

ہے۔ اور سرعت سے بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ میں جب ۲۶ جنوری کو لاہور گیا۔ تو وہاں میں نے بعض لوگوں کا شکوہ کیا تھا۔ کہ وہ پورے جوش سے کام نہیں کرتے۔ لیکن جب میں واپس آیا۔ اور بعد میں آئی ہوئی ڈاک پڑھی۔ تو میں نے سمجھا۔

کہ میرا خیال غلط تھا۔ باہر کی جماعتوں میں بھی شدید جوش تھا۔ جس کے پھوٹ پڑنے کا ڈر تھا۔ تب یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری انجمنیں مذہبی ہیں۔ اور ان میں سرکاری ملازم بھی شامل ہیں۔ ایسا نہ ہو اس جوش کی حالت میں وہ بے سمجھے کوئی اقدام کر بیٹھیں۔ میں نے فوراً سیاسی انجمنوں کے متعلق اعلان کر دیا۔ حالانکہ پہلے

دو چار دن انتظار کا ارادہ

تھا۔ سرکاری ملازموں کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے بھی میں نے یہ شرط کر دی۔ کہ جو ایسا کرنا چاہے کرے مجبوری یا حکم نہیں ہے۔ اور یہ بھی شرط کر دی کہ سب لوگ

قانون کی پابندی

کریں۔ اور شریعت کی بھی پابندی کریں۔

پس میں نے ان تجاویز کے ذریعہ ان لوگوں کے لئے جو بے اصولے یا اصول بنتے تھے۔ رستہ کھول دیا تھا۔ کہ اگر وہ موجودہ انجمنوں میں شامل نہ ہوں۔ تو کوئی انہیں منافق قرار نہ دے سکے۔ کیونکہ اس میں شامل ہونا اختیاری رکھا گیا تھا۔ مگر وہ ایسے با اصول نکلے۔ کہ اس موقعہ پر بھی اعتراض کرنے سے نہ رہے۔ حالانکہ اس میں ان کا اپنا بھلا مدنظر رکھا گیا تھا۔ اور جہاں مذہبی انجمنوں میں شریک ہونا ضروری تھا۔ وہاں ان انجمنوں میں شریک ہونا ان کے لئے ضروری نہ تھا۔ مگر وہ اعتراض کرنے سے پھر بھی باز نہ رہے۔ چنانچہ

قادیان میں سے تین آدمی

ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس پر اعتراض کیا۔ قادیان جس طرح مخلصین کے لئے نیک نام ہے۔ اسی طرح بعض مفسدین کے لئے بدنام بھی ہے۔ دو نے تو مجھے رقعے لکھے۔ اور ایک نے کسی کے آگے بات بیان کی۔ جو میرے پاس پہنچائی گئی ہے۔ ایک نے تو یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ آپ نے سیاسی انجمنوں کی اجازت دے کر بڑا غضب کر دیا۔ یہ بات

نہایت بری اور خطرناک چیز

ہے۔ اور معلوم نہیں اب کیا ہو۔ یہاں تو خیر امن ہے۔ باہر جو ہماری جماعتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور تعداد میں بالکل قلیل ہیں۔ وہ تو اس سے بالکل ہی تباہ ہو جائیں گی:

اسی طرح سیاسیات پر

مسجد میں خطبے

کیوں پڑھے گئے۔ اگر گورنمنٹ ہماری مسجدوں پر قبضہ کرے۔ دروازوں پر تالے لگا دے۔ اور ہمیں بے دخل کر دے تو کیا ہو:

دوسرے صاحب نے تو کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ اور انہوں نے صرف اتنا لکھنا ہی کافی سمجھ لیا۔ کہ جس وقت میں نے خطبہ سنا۔ اسی وقت میں نے دل میں کہا۔ کہ اف بھاری غلطی ہو گئی۔ اور اس وقت تو میں نے صبر کیا۔ مگر اب میں آپکو لکھتا ہوں۔ کہ آپ فوراً اس تجویز کو واپس لے لیں۔ یہ نہایت ہی تباہ کن ہے۔ یہ وہی با اصول صاحب ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ

نماز کے وقت پہرہ

کیوں دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی بات کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ گویا

آفتاب آمد دلیل آفتاب

یہ سمجھ لیا۔ کہ جب میں کہہ رہا ہوں۔ تو اس سے بڑھ کر کسی اور ثبوت کی۔ اب کیا ضرورت ہو گی۔ تیسرے صاحب کے متعلق میرے پاس بیان کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ جب میں نے خطبہ سنا تو اس وقت بے اختیار میرے مونہہ سے نکل گیا۔ کہ اف غضب ہو گیا۔ اب کیا ہو گا۔ اوّل تو میں کہتا ہوں۔ کہ اس میں غضب ہونے کی بات ہی کونسی ہے۔ اور کونسی اب

نئی چیز

جماعت کے سامنے رکھی گئی ہے۔ جو اس سے پہلے نہیں تھی۔ میں نے سیاسی انجمنوں کے قیام کی اجازت دیتے ہوئے جو شرائط عائد کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ قانون کے اندر رہ کر گورنمنٹ کے سامنے اپنے مطالبات رکھے جائیں۔ بھلا کیا یہ نئی چیز ہے۔ کیا ہم ہمیشہ گورنمنٹ کے سامنے

اپنے حقوق کے لئے پروٹسٹ

نہیں کرتے رہے۔ آیا فتنۂ مستریاں کے وقت ہم نے گورنمنٹ کے سامنے احتجاج کیا یا نہیں۔ پھر کیا اور موقعوں پر گورنمنٹ کے سامنے ہم نے اپنے حقوق کو پیش نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو اس میں نئی بات کونسی ہو گئی۔ جس پر انہیں کہنا پڑا۔ کہ اف غضب ہو گیا۔ میں نے تو انہی لوگوں کے بچاؤ کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ ہاں اتنی بات زائد کر دی تھی۔ کہ پہلے

ہماری جماعت کے تمام لوگ

یہ کام کیا کرتے تھے۔ مگر اب تھوڑے کیا کریں گے۔ اگر وہ ذرا بھی عقلمندی سے میرا خطبہ سنتے۔ یا یہی سمجھ لیتے۔ کہ خلیفہ میں تھوڑی بہت عقل ہے۔ اور اس نے جو کچھ کہا ہو گا سوچ سمجھ کر کہا ہو گا۔ تو اتنی معمولی بات کا ان کی سمجھ میں آنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ لیکن نہ تو انہوں نے اپنی

عقل سے کام

لیا۔ اور نہ میرے متعلق یہ سمجھا۔ کہ اس میں کچھ عقل ہے۔ اور اعتراض کر دیا۔ حالانکہ اگر وہ سوچتے تو انہیں نظر آتا۔ کہ جو پہلے ہوا کرتا تھا۔ وہی اب بھی ہوا کرے گا۔ ہاں اس کام کو الگ کر دیا گیا ہے۔ اور ساری جماعت کا اس کام میں حصہ لینا ترک کرا دیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ مجھے جماعت کی طرف سے بعض اس قسم کی چٹھیاں موصول ہوئیں۔ کہ ہم خطاب چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔

نوکریوں سے استعفے

دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ بھوکا پیاسا رہنا بلکہ مرنا ہم برداشت کر لیں گے۔ مگر ہم سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالف

گندے بندوں ہتک

کریں۔ جب مجھے اس قسم کی چٹھیاں موصول ہوئیں۔ تو میں نے محسوس کیا۔ کہ اگر میں نے اب اس میں دخل نہ دیا۔ اور جماعت کے ایک حصہ کو سیاسی کام کے لئے الگ نہ کر دیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ

بعض حکومت کے ملازم

بھی اس میں دخل دینا شروع کر دیں گے۔ جو ان کے لئے جائز نہیں۔ پس گورنمنٹ کے ملازموں کو اس میں دخل دینے سے بچانے کے لئے میں نے الگ سیاسی انجمنیں قائم کرنے کی تحریک کی۔ پھر میرا یہ بھی مقصد تھا۔ کہ ان انجمنوں میں شامل ہونا اختیاری رکھ کر "با اصول" کو ٹھوکر کھانے سے محفوظ رکھوں۔ مگر میری تمام احتیاطوں کے باوجود یہ با اصول لوگ بول ہی پڑے۔ حالانکہ جن شرائط کے ماتحت میں نے سیاسی انجمنوں کی اجازت دی ہے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ لوگ قانون کی پابندی کریں۔ شریعت کی پابندی کریں اور

سلسلہ کی روایات

کو برقرار رکھیں۔ مگر کیا ہم پہلے ایسے کام نہیں کرتے تھے۔ جو قانون کے اندر ہوں کیا پہلے ہم ایسے کام نہیں کرتے تھے۔ جو شریعت کے ماتحت ہوں۔ اور جن میں روایات سلسلہ کا احترام مدنظر ہو۔ اگر سب کچھ کرتے تھے۔ تو اس میں نئی بات کونسی ایسی پیدا ہو گئی تھی۔ جس پر انہیں حیرت ہوئی۔ نئی چیز جو پیدا ہوئی ہے۔ وہ صرف

آرگنائزیشن اور نظام

ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ کہ یہ نظام میں نے دو غرضوں سے قائم کیا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ سرکاری ملازم اس میں سے نکل جائیں۔ اور دوسرے اس لئے کہ ایسے "با اصول" نکل جائیں۔ پس ایک طرف تو میں نے گورنمنٹ کی خیر خواہی کی۔ تاکہ ملک میں

بددیانتی کی روح

پیدا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اس میں شمولیت کو اختیاری
رکھ کر اس قسم کے لوگوں کو دور رکھنا چاہا۔ جو جماعت کے ساتھ
نہیں چل سکتے۔ کیونکہ میرا خیال تھا وہ کہدیں گے۔ یہ مذہبی
انجمنیں تو ہیں نہیں۔ ان میں شامل ہونا کیا ضروری ہے۔ چلو چھٹی
ہوئی۔ مگر انہوں نے خواہ مخواہ دخل دے دیا۔ اور یہ کہنا
شروع کر دیا۔ کہ

پالیٹکس میں دخل

دیا گیا تو جماعت تباہ ہو جائے گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا
ہم اس سے پہلے پالیٹکس میں دخل نہیں دیتے تھے۔ کیا
سائمن کمیشن کی رپورٹ پر میں نے تبصرہ نہیں لکھا۔ کیا

نہرو رپورٹ پر تبصرہ

میں نے نہیں کیا۔ پھر کیا عدم تعاون کی تحریک کے دوران میں
میں نے اس موضوع پر ایک کتاب نہ لکھی۔ کیا کانگرس کے
متعلق جماعت نے ہمیشہ ریزولیوشنز پاس نہیں کئے اور کیا
سلسلہ احمدیہ پر جب بھی کوئی حملہ ہوا۔ اس کے ازالہ کے لئے
ہماری جماعت نے کوششیں نہیں کیں۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ مگر اس
وقت اس مقصد کے لئے علیحدہ انجمنیں نہیں تھیں۔ اور تمام جماعت
کا ان امور میں دخل دینا میں نے اس لئے جائز رکھا۔ کہ وہ کام

گورنمنٹ کی بہبودی

سے تعلق رکھتا تھا۔ اور گورنمنٹ کی بہبودی کے متعلق جو تحریکات
جاری کی جائیں انہیں کسی صورت میں نہیں روکا جا سکتا۔ اسی
لئے ایک دفعہ جب میں نے لارڈ اِروِن سے شکایت کی۔ کہ
آپ کے بعض افسر ایسے ہیں جو کانگرس کے مخالف حصہ لینے
والوں کو بھی سزائیں دیتے اور اس کا نام پالیٹکس میں دخل دینا
قرار دیتے ہیں۔ تو میرے اس کہنے پر گورنمنٹ نے

ایک خاص سرکلر

جاری کیا جس میں وضاحت کی کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ سیاسیات
میں حصہ نہ لو تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف
سیاست میں حصہ نہ لو۔ ورنہ گورنمنٹ کی تائید میں سیاست میں حصہ لینا کوئی
جرم نہیں۔ پس چونکہ اس سے پیشتر ہم گورنمنٹ کا اپنا کام کرتے رہے ہیں اسلئے

علیحدہ انجمنوں کی ضرورت

نہیں تھی مگر اس موقعہ پر گورنمنٹ کے بعض کاموں پر نکتہ چینی کی
جاتی تھی۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اب علیحدہ سیاسی انجمنیں
بنائی جائیں۔ اور جہاں ملازموں کو الگ کر دیا جائے وہاں ایسے
بے اصولوں کو بھی شامل نہ کیا جائے۔ یہ بے اصولے لوگ بھی
دنیا میں کبھی کوئی کام کیا کرتے ہیں۔ کام تو وہ کیا کرتے ہیں جو دیوانے
ہوں۔ ورنہ یہ تو جتنے زیادہ پرے رہیں۔ اتنی ہی

جماعت کو تقویت

حاصل ہو۔ غرض جو کام اب کیا جائیگا جماعت پہلے بھی یہ کام
کرتی رہی ہے۔ جیسے گورنمنٹ کی طرف سے جب کانگرس کے
جتھوں پر مارپیٹ شروع ہوئی۔ اور بعض جگہ ظلم ہونے لگا۔ تو میں
نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ

حکومت کو توجہ

دلائی۔ کہ یہ امر گورنمنٹ کو بدنام کرنے والا اور کانگرس سے لوگوں کو
ہمدردی پیدا کرنے والا ہے۔ میرے اس توجہ دلانے پر لارڈ
اروِن نے مجھے لکھا۔ کہ آپ اپنی جماعت کا ایک وفد اس امر کے
متعلق تفصیلی مشورہ دینے کے لئے بھیجیں۔ اور انہوں نے

سر جافری سابق گورنر پنجاب

کو تاکید کی۔ کہ ان کی باتوں کو غور سے سنا جائے اور ان پر عمل کیا
جائے۔ چنانچہ ہمارا وفد گیا اور انہوں نے نہایت خوشی سے
ہماری باتوں کو سنا۔ اور اس کے بعد سر جافری نے مجھے

شکریہ کی ایک لمبی چٹھی

اپنے ہاتھ سے لکھکر بھیجی۔ میں نے اس وقت انہیں یہی بتایا تھا کہ
آپ بغیر بدنام ہوئے کانگرس کے اثر سے لوگوں کو بچا سکتے ہیں یہ
ایک سیاسی بات تھی مگر ہم نے اس وقت اس میں دخل دیا۔ پس سیاسی
کاموں میں ہم پہلے بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور اب بھی لیں گے
فرق صرف یہ ہے کہ پہلے اس کام کی تمام جماعتوں کو اجازت تھی
مگر اب چونکہ

جوش کا وقت

ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ جو لوگ قربانی کے لئے
تیار نہ ہوں وہ شامل نہ ہوں۔ اور جو تیار ہوں انہیں شامل کر لیا
جائے۔ اور اس طرح میری غرض یہ تھی۔ کہ ایک تو سرکاری ملازم
اس میں سے نکل جائیں دوسرے اس قسم کے بے اصولے
شامل نہ ہوں۔ پس یہ لوگ تو پہلے ہی آزاد تھے اور انہیں کسی نے
مخاطب ہی نہیں کیا تھا۔ پھر نہ معلوم انہیں خود بخود کیوں فکر ہونے
لگا۔ ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ
جنگل میں کوئی لومڑی بھاگی جا رہی تھی۔ کسی شخص نے دیکھا تو اس
سے پوچھا کہ اس طرح جلدی سے کیوں بھاگی جاتی ہو۔ وہ کہنے
لگی۔ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ جس قدر اونٹ ہیں وہ پکڑ لئے جائیں
وہ کہنے لگا تو پھر تمہیں کیوں فکر ہے۔ پکڑے تو اونٹ جائینگے
تم کیوں بے تحاشا بھاگی جا رہی ہو۔ وہ کہنے لگی۔ کیا معلوم
بادشاہ کے سپاہی مجھے اونٹ سمجھ کر پکڑ کر لے جائیں۔ تو ہم نے

اونٹوں کے پکڑنے کا حکم

دیا تھا۔ لومڑیوں کے پکڑنے کا حکم تو دیا ہی نہیں تھا۔ خواہ مخواہ ان
کے گھبرانے کے کیا معنی ہیں۔ پھر جس قسم کی سیاست میں حصہ لینے
کا میں نے اپنی جماعت کو حکم دیا ہے حکومت کے وزراء بھی
اس میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ

مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس

میں ہمیشہ حصہ لیا جاتا ہے۔ پنجاب کے سر فیروز خان نون۔ یوپی کے
نواب محمد یوسف خان صاحب اور بنگال کے ناظم الدین صاحب
جو پہلے منسٹر تھے۔ مگر اب گورنمنٹ کے ممبر مقرر ہو گئے ہیں۔ ہمیشہ مسلمانوں
کی سیاسیات میں حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح

ہندو منسٹر

بھی حصہ لیتے ہیں۔ تو جس قسم کی سیاسیات تک اپنے آپ کو محدود
رکھنے کا میں نے حکم دیا ہے۔ اس میں غیروں کا تو کیا ذکر گورنمنٹ کے
وزراء بھی حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کا قانون خود اس کی اجازت
دیتا ہے۔ پھر اس میں غضب ہونے کا سوال ہی کونسا پیدا ہوتا ہے
یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی روٹی کھاتا جائے اور کہتا جائے
غضب ہو گیا۔ سرکار مجھے پکڑ نہ لے۔ مجھے اس پر لطیفہ یاد آ گیا

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس ایک بزرگ نے جو موجودہ زمانہ کے علماء میں سے ایک
بہت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ میں ان کا نام نہیں لیتا۔ عربی زبان
سے مس رکھنے والے انہیں جانتے ہیں۔ شکایت کی کہ میرا لڑکا پڑھتا
نہیں۔ اور یہ میرے لئے بہت بڑی

بدنامی کا موجب

ہے۔ کیونکہ میرا تمام ہندوستان میں شہرہ ہے اور اگر میرا لڑکا ہی
جاہل ہوا تو بڑی شرم کی بات ہے۔ آپ اسے نصیحت کریں
کہ وہ پڑھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے کہ
میں نے اس لڑکے کو بلایا اور نصیحت کی۔ تو وہ کہنے لگا۔ میں
گھاس کھود لونگا۔ مگر پڑھوں گا نہیں۔ آخر جب بہت پوچھا
کہ آخر تجھے ہوا کیا ہے۔ تو وہ کہنے لگا والد صاحب کہتے ہیں
کہ عربی پڑھو۔ اور میں عربی کو

موت سے بدتر

سمجھتا ہوں۔ مجھے انگریزی پڑھائیں تو مجھے پڑھنے میں کوئی عذر
نہیں۔ مگر عربی تو میں ہرگز نہیں پڑھونگا۔ آپ فرماتے میں نے
اسے پھر نصیحت کی۔ کہ عربی زبان سے تمہیں اتنی نفرت کیوں ہے
دین کا اکثر علم عربی میں ہی ہے۔ پڑھ لو گے۔ تو

دینیات سے واقف

ہو جاؤ گے۔ وہ کہنے لگا۔ میں کیا بتاؤں۔ آپ جانتے
ہیں۔ میرے والد صاحب اگرچہ غریب ہیں۔ مگر

سارے ہندوستان

میں ان کا شہرہ ہے۔

بڑے بڑے عالم

ان کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے عربی پڑھی۔ مگر انگریزی
نہ پڑھی۔ ایک دفعہ یہ ریل پر سوار ہونے گئے
اور

تھرڈ کلاس کا ٹکٹ

لیا۔ اس زمانہ میں قریبًا سب ہی لوگ تھرڈ کلاس میں سوار ہوتے تھے۔ اور مولوی تو کسی صُورت میں انٹر یا سیکنڈ کلاس میں نہیں بیٹھتے تھے۔ ان سے غلطی یہ ہُوئی۔ کہ چونکہ انہیں پتہ نہ تھا۔ تھرڈ کلاس کا کمرہ کونسا ہے۔ اور سیکنڈ کا کونسا۔ یہ غلطی سے ایک فسٹ یا سیکنڈ کلاس کے کمرہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور اندر بیٹھنے لگے۔ اتفاقًا وہاں ایک ٹکٹ کلکٹر آگیا۔ اس نے جب دیکھا کہ یہ

بظاہر معمولی حیثیت

کا آدمی سیکنڈ کلاس میں بیٹھنے لگا ہے۔ تو کہنے لگا۔ ٹکٹ دکھاؤ انہوں نے ٹکٹ دکھایا۔ تو تھرڈ کا تھا۔ وُہ کہنے لگا۔ دیکھتا نہیں۔ یہ کمرہ سیکنڈ کا ہے۔ اور ٹکٹ تھرڈ کلاس کا ہے۔ ٹکٹ کلکٹر کا اتنا کہنا ہی تھا۔ کہ والد صاحب کا رنگ فق ہو گیا۔ اور وُہ سٹیشن چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اور ڈر کے مارے آدھ میل تک بھاگتے چلے گئے۔ حالانکہ اگر ٹکٹ کلکٹر نے انہیں کچھ کہہ دیا تھا۔ تو انہیں گھبرانے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے اس دن سے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ

انگریزی نہ جاننے کی سزا

ہے۔ اور میں نے عہد کر لیا۔ کہ چاہے یہ مجھے قتل کر دیں۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ میں نے عربی نہیں پڑھنی۔ پڑھنی ہے تو انگریزی پڑھوںگا۔ نہیں تو گھانس کھود کر گزارہ کر لوں گا۔ تو

اسی قسم کا ڈر

ان لوگوں کا بھی ہے۔ اگر ہماری جماعت کے لوگ سیاست میں حصہ لیں۔ تو اس سے کیا غضب ہو جائے گا۔ اگر میں یہ کہتا۔ کہ اٹھو۔ اور

گورنمنٹ کے خلاف شورش اور فساد

کرو۔ اور کانگرس میں شامل ہو جاؤ۔ تب بھی ان کے لئے ڈرنے کی کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ حکومت تمام کانگرسیوں کو نہیں پکڑتی بلکہ انہیں گرفتار کرتی ہے۔ جو پکٹنگ کرتے یا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ ورنہ کھلے بندوں کانگرسی پھرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کا کوئی قانون انہیں گرفتار نہیں کر سکتا۔ پس اگر میں یہ بھی کہہ دیتا۔ کہ کانگرس میں شامل ہو جاؤ۔ تب بھی ڈرنے کی کوئی بات نہیں تھی۔ ہاں اگر میں یہ کہتا۔ کہ پکٹنگ کرو۔ یا نمک بناؤ۔ یا

سول ڈس اوبیڈئینس کا ارتکاب

کرو۔ تو بے شک وُہ گھبرا سکتے تھے۔ لیکن کہا۔ تو میں نے وُہ جس سے زیادہ گورنمنٹ کے منسٹر کرتے رہتے ہیں۔ اور ڈرنے یہ لگ گئے۔ بلکہ منسٹر تو صرف قانون کو دیکھتے ہیں۔ اور میں نے کہا ہے۔ کہ شریعت کی بھی پابندی کرو جس میں

قانون سے زیادہ امور کا خیال

رکھنا پڑتا ہے۔ پھر میں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ سلسلہ کی روایات کا احترام مدنظر رکھو۔ اور اس طرح بھی کئی قسم کی پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں۔ پس جو منسٹر کام کرتے ہیں جب ان سے

بہت زیادہ شرطیں

مَیں نے اپنی جماعت پر لگا دی ہیں۔ تو پھر ان کے دل کیوں دھڑکنے لگ گئے۔ لیکن میں فرض کر لیتا ہُوں۔ کہ ہماری ہر قسم کی احتیاط کے باوجود پھر بھی گورنمنٹ ہماری جماعت کے افراد کو پکڑنے لگ جائے۔ تو اس صُورت میں بھی ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ کانگرس سے بڑھ کر تو تم نے شور نہیں مچانا تھا۔ اور اگر کانگرس کے تمام افراد۔

شور مچانے کے باوجود

پکڑے نہیں جاتے۔ یا بعض پکڑے جاتے ہیں۔ اور وُہ نہیں گھبراتے تو تمہارے گھبرانے کی کیا وجہ تھی لیکن میں فرض کر لیتا ہوں۔ کہ کوئی ایسا ظالم حکام بھی ہو۔ کہ باوجود اس کے کہ تم قانون کی پابندی کرو۔ شریعت کی پابندی کرو۔ سلسلہ کی روایات کو ملحوظ رکھو۔ پھر بھی وُہ تمہیں گرفتار کر لے تو اس پر بھی تمہیں بالکل ڈرنا نہیں چاہئے تھا۔ کیونکہ اس صورت میں تم حق پر ہوتے۔ اور وُہ ناحق پر۔ اور حق پر ہوتے ہُوئے قید و بند تو

فخر کی بات

ہوتی ہے۔ نہ کہ گھبرانے کی۔ دیہات میں اس قسم کی مثالیں بعض دفعہ نظر آ جاتی ہیں۔ کہ کسی شخص سے دشمنی ہو۔ اور وُہ گاؤں کے پاس سے بھی گزرے۔ تو لوگ اسے پکڑ لیتے۔ اور اس پر

جھوٹا مقدمہ

کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ یہ چور بن کر آیا تھا۔ اور جھوٹی گواہیاں دے کر اسے سزا دلا دیتے ہیں۔ پس اول تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی ایسا

ظالم حاکم

ہو۔ لیکن فرض کر لو۔ کہ قانون کی پابندی۔ شریعت کی پابندی اور سلسلہ کی روایات کی پابندی کرنے کے باوجود پھر کوئی افسر تمہیں پکڑ لیتا ہے۔ جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیتا ہے جھوٹی گواہیاں لوگ دینی شروع کر دیتے ہیں۔ اور

وکلاء کی کوششیں

بھی ناکام رہتی ہیں۔ اور تمہیں سزا ہو جاتی ہے۔ تو پھر بھی کیا ہُوا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو تو دشمنوں نے صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ تم کونسے ایسے مقدس ہو۔ کہ تمہیں کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں پہونچنی چاہیئے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ اصل غرض معترضین کی

سلسلہ کا مفاد

نہیں۔ چنانچہ انہی معترضین میں سے ایک کو باہر تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ مگر وُہ چار سال تبلیغ کی بجائے سیاسیات میں ہی گزار کر واپس آگیا۔ اب وُہی شخص ہماری جماعت کے سیاست میں دخل دینے پر اعتراض کر رہا ہے۔ اور اعتراض بھی کس بھونڈے طریق سے کیا ہے۔ کہ خط کے آخر میں اس نے لکھ دیا۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ آپ کو

قادیان کے حالات سے آگاہ

کر دوں۔ تا میں خدا تعالیٰ کے حضور ان باتوں کو چھپانے کی وجہ سے گنہگار نہ ٹھہروں۔ گویا اس نے مجھے اتنا بے وقوف سمجھ لیا۔ کہ میرے اس خطبہ پر اعتراض کرنے کے بعد جس میں میں نے

ساری جماعت کو مخاطب

کیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ لکھ دینے سے۔ کہ میں قادیان کے حالات سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہُوں۔ میں سمجھ لُوں گا کہ گویا وُہ قادیان کے حالات سے مجھے اطلاع دے رہا ہے اور اس کی نیت مجھ پر اعتراض کرنا نہیں۔

میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہُوں۔ کہ یہ تینوں شخص جنہوں نے اعتراض کئے۔ مخلص ہیں۔

منافق ہرگز نہیں

مگر ان تینوں کے دماغ کی کل بگڑی ہُوئی ہے۔ میں انہیں منافق قرار نہیں دیتا۔ بلکہ مخلص سمجھتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں۔ کہ ان

تینوں کی دماغی کلیں بگڑی ہُوئی ہیں

انہی میں سے ایک کی مجلس میں ہمیشہ نظام سلسلہ کے خلاف باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ میرے پاس رپورٹیں پہونچتی رہتی ہیں مگر اس خیال سے میں رُکا رہتا ہوں۔ کہ یہ مخلص شخص ہے۔ صرف

دماغی بناوٹ کی وجہ سے معذور

ہے۔

تیسرا شخص بھی اسی قسم میں سے ہے۔ اس کے حالات میں سے ایک موٹی مثال میں پیش کرتا ہُوں جس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ واقعی اس کی دماغی حالت میں نقص ہے۔ جب درد صاحب کے ولایت جانے پر یہاں کچھ شورش ہُوئی۔ اور لڑکوں سے غلطیاں ہوئیں۔ اور مَیں نے لڑکوں کو ڈانٹا۔ تو اس پر آپ نے درد صاحب کو ایک چٹھی لکھی۔ کہ مَیں آپ کو مبارک دیتا ہوں کہ آپ کی براءت ہُوئی۔ مگر آپ

خلیفہ کی خوشنودی کا خیال

نہ رکھا کریں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس نادان سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا خلیفہ کی خوشنودی کا خیال رکھنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے خلاف ہُوا کرتا ہے۔ اگر خلیفہ کی خوشنودی ضروری نہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے خلافت کو

قائم ہی کس لئے کیا ہے۔ اگر مجھے اس شخص کے اخلاص کا خیال نہ ہوتا۔ تو میں اس تحریک کو

بدترین نفاق

قرار دیتا۔ کیونکہ منافق کی بھی یہی چال ہوتی ہے۔ کہ وہ

بدی کی تحریک نیکی کے پردہ میں

کیا کرتا ہے۔ میں ان لوگوں کے اسی قسم کے بیسیوں واقعات جانتا ہوں۔ اور بتا سکتا ہوں۔ کہ وہ خود مجرم ہیں۔ اور ان کی مثال انہی لوگوں کی سی ہے۔ جن کے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے۔ کہ وہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے۔ تو ایک دوسرے سے کہتے ماذا قال اٰنفا۔ اس نے ابھی کیا بات کہی ہے۔ یہ لوگ نہ میری باتوں کو غور سے سنتے ہیں۔ نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ اور ہمیشہ جوش یہ ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ کی بات پر کچھ اعتراض کریں۔ چونکہ اس قسم کے لوگوں کی باتوں سے

سادہ لوح لوگوں کو دھوکا

لگتا ہے۔ اس لئے دوستوں کو چاہئیے۔ کہ جب کبھی ایسے شخص سے گفتگو کا انہیں موقعہ ملے۔ وہ فوراً لاحول پڑھیں۔ اور سمجھیں۔ کہ یہ

شیطان کا حربہ

ہیں۔ ممکن ہے۔ ان میں سے بعض کے دل میں بھی اخلاص نہ ہو۔ لیکن چونکہ مجھے یہی یقین ہے۔ کہ یہ لوگ

خلافت کے مخالف

نہیں۔ نہ میرے ذاتی مخالف ہیں۔ بلکہ سلسلہ سے اخلاص رکھتے ہیں۔ اور جو غلطی انہوں نے کی ہے۔ یا پہلے کرتے رہے ہیں۔ وہ ایک حد تک طبیعت کی افتاد کی وجہ سے ہے۔ اس لئے بجائے کوئی اور قدم اٹھانے کے میں یہی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دوستوں کے سامنے جب یہ لوگ اس قسم کی باتیں کریں۔ تو فوراً

اعوذ اور لاحول پڑھکر

ان کی مجلس سے اٹھ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی طرح چند روز ان کے سامنے اعوذ اور لاحول پڑھا جائے۔ تو کچھ تعجب نہیں۔ کہ ان کی اصلاح ہو جائے۔ دوستوں کی غفلت ہوتی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ یہ ہمارا بھائی ہے۔ اس لئے جو کچھ یہ کہتا ہے۔ اسے ہمیں سننا چاہیئے۔ وہ یہ نہیں خیال رکھتے کہ

خلیفہ اور سلسلہ کا رشتہ

ان سے زیادہ گہرا ہے۔ کیا کوئی بھائی کی خاطر باپ اور ماں کو قربان کیا کرتا ہے۔ پس انہیں چاہیئے۔ کہ وہ

نظام سلسلہ کے خلاف باتیں

سنکر فوراً چوکس ہو جایا کریں۔ اور کہنے والے سے کہدیں۔ کہ مجھے پتہ نہیں تھا۔ آپ کو شیطان نے اپنا آلہ کار بنایا ہوا ہے میں آپ کی مجلس میں بیٹھنا نہیں چاہتا:۔

مجھے ان لوگوں کو ڈھیل دیتے ایک

لمبا عرصہ

ہو گیا ہے۔ اور اب بھی میں انہیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر میں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ سوچیں۔ ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے ان کی اپنی تو یہ حالت ہے۔ کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ کہ ہمیں فلاں عہدہ کیوں نہیں دیا گیا۔ فلاں کیوں دیا گیا۔ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی

تنخواہ پر جھگڑا

شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں۔ کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر برا بھلا کہا جائے۔ تو انہیں غصہ نہیں آتا۔ لیکن اپنی کوئی بات ہو۔ تو جھگڑے بغیر رہ نہیں سکتے میں متکبر نہیں۔ اور نہ مجھے

ظاہری علوم کے حاصل ہونے کا دعوےٰ

ہے۔ مگر جو علم خدا تعالےٰ نے مجھے دیا ہے۔ اس کے ماتحت میں کہتا ہوں۔ کہ یہ تینوں اپنی

نجات کا دروازہ

اپنے ہاتھ سے بند کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ توبہ نہیں کریں گے تو کسی دن کوئی ایسی ٹھوکر انہیں لگے گی۔ جس کے نتیجہ میں ان کا سارا اخلاص جاتا رہے گا۔ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ

دنیا جہان کے تمام اعتراض

انہی پر کھولے جاتے ہیں۔ اور جو بات ان کے ذہن میں آتی ہے وہ کسی اور کے ذہن میں نہیں آتی۔ لیکن کسی شعبہ میں کسی

پائدار خدمت

کا موقعہ انہیں نہیں ملتا۔ انہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ سلسلہ کے تمام کام تو خدا تعالےٰ مجھ سے لے لیکن میری غلطیوں سے ہمیشہ انہیں آگاہ کرے۔ اللہ تعالےٰ اس قسم کی تقسیمیں نہیں کیا کرتا۔

پس میں ان کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ توبہ کریں۔ ورنہ میرے ہاتھوں یا خدا تعالےٰ کے ہاتھوں کسی دن ان پر ایسی گرفت ہوگی۔ کہ

رہا سہا ایمان

ان کے ہاتھوں سے بالکل نکل جائے گا:۔

ایک احراری مولوی ہدایت اللہ کی امن شکن تقریر

احمدیوں کی آڑ میں حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش

ڈوالہ ضلع جالندھر میں مولوی ہدایت اللہ احراری نے ایک مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"اگر کوئی ڈائری لکھنے والا ہو۔ تو میں اسے صاف صاف نوٹ کرانا چاہتا ہوں۔ کہ ظالم گورنمنٹ نے ہی احمدیوں کو ہمارے ملک کے خلاف لا کر کھڑا کیا ہے۔ جبھی تو مرزا ...... نے عیسائی گورنمنٹ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اور تحفہ قیصریہ وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔ گورنمنٹ نے یہ کافر جاسوس رکھ چھوڑے ہیں ہم نے احمدیوں کے ساتھ ہی گورنمنٹ کو بھی دیکھنا ہے مسلمانو! کیوں غافل ہو۔ تمہارے خیبر شکن ایمان ان کافروں کے مقابلہ میں کیوں خون کے پیاسے نہیں"

"بے شرم بے ایمان ...... مرزا اور اس کا موجودہ ٹل مسیح گورنمنٹ کی خدمات "سر" وغیرہ خطاب لینے کی خاطر کرتے ہیں عطاء اللہ شاہ بخاری پر حکومت نے سخت ظلم کیا ہے مسلمانو! آج اگر بخاری قید ہو جائے۔ تو کیا تم مرزائیوں کے ناپاک جسموں کو اس صفحہ ہستی پر رہنے دو گے۔ اور خاموشی سے بیٹھے رہو گے نہیں نہیں میدان میں آنا چاہیئے۔ اور قید ہو جانا چاہیئے"

"تم مسلمان ہو۔ مگر تمہیں رسول کی محبت نہیں۔ اگر محبت ہوتی تو مرزے کی امت کو کیوں بڑھنے دیتے۔ وہ تمہارے حضرت امام حسین اور حضرت فاطمۃ الزہرا کی ہتک کرتا ہے۔ تم خاموش بیٹھے ہو"

"غازی عبد القیوم کی جرأت حاصل کرو۔ غازی علم الدین قاتل مصنف رنگیلا رسول کا سا جوش ایمانی پیدا کرو۔ گورنمنٹ کی پھانسی کی پروا نہ کرو۔ اگر ایمان کامل ہو۔ تو موت کی پروا نہیں رہتی"

"اسلام آزادی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور آزادی کی تحصیل میں مرجانے والوں کو شہادت کا درجہ دیتا ہے۔ احرار تحریک جہاں مرزائیوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے اٹھی ہے۔ وہاں ملک کو آزاد کرنا بھی اس کا نصب العین ہے۔ ملک آزاد ہو جائے۔ تو تم مرزائیوں کو ایک آن میں فنا کر سکتے ہو۔ مسلمانو! تمہیں آخر مرنا ہے۔ کوئی درجہ حاصل کر کے مرو"

"مسلمانو! مرزا نے تمہاری ماؤں۔ بہنوں کو کنجریاں۔ کسبی عورتیں اور ذریۃ البغایا کہا ہے۔ اگر تمہیں رسول کریم حضرت امام حسین حضرت فاطمہ کی عزت کا پاس نہیں۔ تو اپنی ماؤں کی عزتوں کو تو بچاؤ کیا تم ان لوگوں کو جو تمہاری ماؤں کو گالیاں دیتے ہیں۔ یونہی چھوڑ دو گے اگر ایسا کرو گے۔ تو سیدھے دوزخ میں جاؤ گے"

اعلان

عارضی کاشت اراضیات نہر مستقل علاقہ دریائے صادقیہ فورڈواہ بہاولپور گورنمنٹ

بحکم دربار بہاولپور انہار صادقیہ و فورڈواہ کے مختلف مستقل راجباہوں پر قریباً چالیس ہزار ایکڑ زمین اجس کے مختلف تعداد رقبہ کے قطعہ جات بنائے گئے ہیں۔ (تین سال سے پانچ سال تک کی میعاد کے لئے عارضی کاشت پر دی جائیگی۔ سربمہر ٹنڈر شرح مالکانہ فی ایکڑ برقبہ پختہ علاوہ مطالبہ مال۔ آبیانہ و دیگر حبوب منظور شدہ کے واسطے صاحب بہادر منتظم آبادی کے دفتر میں مورخہ ۷-۲ فروری ۳۵ء شام کے چار بجے تک لئے جاویں گے یہ امر خاص طور پر واضح کیا جاتا ہے۔ کہ یہ رقبہ جات علاقہ پنجند کے رقبہ جات سے جن کے عارضی کاشت پر دینے کے متعلق پہلے اعلان ہوچکا ہے۔ (اور جن کی آخری تاریخ ٹنڈر ۱۱ فروری ۳۵ء مقرر ہے) کے علاوہ ہیں۔ ٹنڈر کے فارم اور مفصل شرائط عارضی کاشت معہ فہرست رقبہ جات و میعاد صاحب بہادر منتظم آبادی کے دفتر سے عوض ۴ر نقد ادا کرنے پر یا بذریعہ وی پی مہیا کئے جاسکتے ہیں۔ مذکورہ بالا اراضی کے نقشہ جات صاحب موصوف کے دفتر یا دفاتر تحصیلدار صاحب نوآبادی خیرپور و نائب تحصیلدار صاحبان نوآبادی حاصل پور۔ ڈاہرانوالہ۔ ہارون آباد۔ عباس فورٹ اور فورٹ مروٹ جن کے علاقہ جات میں یہ رقبہ جات واقع ہیں۔ ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

ڈبلیو۔ ایف۔ جی لینیلی صاحب بہادر منتظم آبادی بہاولپور

وصیتیں

نمبر ۴۲۵۳ :- منکہ مولا بخش ولد ملک سلطان بخش قوم کشمیری ملک عمر پچپن سال تاریخ بیعت ۲۴ دسمبر ۱۹۰۸ء ساکن امرت سر مہاجر قادیان دار الامان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۶ ۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

جو بھی میری جائداد میری وفات پر ثابت ہو۔ اس کے دسویں ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان واقعہ منڈی شہزادہ منگل متصل ریلوے سٹیشن گورداسپور ایک مکان واقعہ محلہ دار الفضل قادیان متصل ریلوے سٹیشن قادیان۔ ایک قطعہ زمین ایک کنال ۹ مرلہ واقعہ دار العلوم درمیان کوٹھی نواب صاحب و نواں پنڈ۔ اس کل جائداد کی قیمت قریباً پانچ ہزار روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت بصورت پنشن پچھتر روپیہ -/۷۵ ماہوار ہے۔ میں تا زیست انشاء اللہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ دسواں حصہ بھی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں یا میری جانب سے ادا کر دیا جائے۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط

العبد:- مولا بخش پنشنر محلہ دار الفضل ریلوے روڈ قادیان
گواہ شد:- سید محمد اسحٰق پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان ۲۶ ۱۱/۳۴
گواہ شد:- حشمت اللہ افسر انچارج نور ہسپتال قادیان ۲۶ ۱۱/۳۴

نمبر ۴۱۶۸ :- ضیاء الحق ولد چوہدری الٰہی بخش قوم جٹ پیشہ زراعت و تجارت عمر تقریباً ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن رام پور بھبہ ڈاکخانہ بیلا تحصیل روپڑ ضلع انبالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴ ۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد غیر منقولہ اراضی ملکیت جدی جو اپنے برادران سے تقسیم نہیں کرائی گئی ہے۔ تخمیناً تقریباً ۴ بیگھے ہوگی۔ اور اس کے علاوہ میری جائداد بھی ایک ہزار روپیہ منقولہ کی ہے۔ جو تجارت پر لگا ہوا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت جو بھی جائداد اس کے علاوہ زائد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد مذکورہ صدر کی قیمت ڈال کر کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرونگا۔ تو اس کی رسید لونگا جو اصل رقم مذکورہ حصہ وصیت کردہ ۱/۱۰ سے منہا تصور ہوگی۔ چونکہ میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ بذریعہ تجارت ماہوار آمد پر ہے۔ اس لئے میں اپنی آمد ماہوار کے بھی ۱/۱۰ حصہ آمد سے ماہ بماہ کے حساب سے داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ فقط

العبد:- ضیاء الحق مذکور۔ گواہ شد:- قدرت اللہ بقلم خود سکرٹری جماعت احمدیہ کو دال۔ گواہ شد:- سید محمد علی شاہ کارکن بیت المال قادیان۔ گواہ شد:- خیر الدین سفید پوش بقلم خود

نمبر ۴۱۶۹ :- منکہ ولی محمد ولد امام شاہ قوم سید پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن ملود ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد مبلغ عـہ روپیہ ماہوار پر ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ آمد ماہوار کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہوگا۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۹ ۱۲/۳۴ العبد ولی محمد ولد امام شاہ قوم سید ملود۔ گواہ شد:- امام شاہ بقلم خود بقلم سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:- سید مہر علی شاہ احمدی بقلم خود

کی اولاد بڑی نیک ہے۔ کبھی ملنے آجائے۔ تو اسے کرسی پر بٹھائیں گے۔ خان صاحب اور چوہدری صاحب کہہ کہہ کر پکاریں گے۔ مگر جب دیکھیں کہ اس کا کیسہ خالی ہوگیا۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ اس کی اولاد بدمعاش ہے۔ یہ باپ ہوکر اس کی فکر نہیں کرتا۔ اسے دو سال کے لئے جلاوطن کردو۔

آخر میں غلط بیانی کرتے ہوئے کہا۔ مجھے احمدیوں کی طرف سے کہا گیا تھا۔ کہ اسی کو دس دن کے اندر اندر مار دیں گے۔ مگر دس دن گذر گئے۔ مجھے دیکھ لو۔ میں تمہارے سامنے جیتا جاگتا اور صحیح سلامت ہوں۔ پھر کہا۔ ابھی تو میں نے کام کچھ کیا ہی نہیں۔ اور حالت یہ ہے کہ یو۔پی بنگال اور سرحد سے مجھے روزانہ کئی خطوط آتے ہیں۔ کہ آپ نے عظیم الشان کام کیا ہے۔ دور دور سے لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اور ہر شخص میری عزت کرتا ہے۔ ایک اور سفلہ طبع مولوی نے بھی تقریر کی۔ اس نے کہا۔ میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ آج جس دشمن سے ہمارا مقابلہ ہے۔ میں اسے کافر مرتد اور بے ایمان سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا۔ وہ بے ایمان مرتد اور دجال ہے۔ مرزا غلام احمد نبی تو بننا چاہتا ہے۔ مگر اس کے اندر کچھ بھی نہیں۔

کانٹھاں (ضلع ہوشیارپور) کے فضل الرحمٰن کی فتنہ پردازی

احمدیوں کو حکومت کا ایجنٹ قرار دے کر اشتعال انگیزی

۱۹۱۹ء میں جب گورنمنٹ کے خلاف شورش ہوئی۔ تو ایک شخص مولوی محی الدین صاحب قصوری کو گورنمنٹ نے نظربند کرکے کانٹھاں بھیج دیا۔ جو اس جگہ تین سال نظربند رہا اس وقت عبد المنان خان و عبد الرحمٰن خان و فضل الرحمٰن خان سکنہ کانٹھاں اس کے زیر صحبت رہ کر اس کے خیالات سے متاثر ہوگئے۔ انہی ایام میں عبد المنان خان کو علاقہ ہذا میں گورنمنٹ کے خلاف لیکچر دینے کے لئے ملازم رکھ لیا گیا۔ جو نہایت جوشیلے لیکچر گورنمنٹ کے خلاف دے کر پبلک میں جوش پیدا کرتا رہا۔ آخر گرفتار ہوا۔ اور سزایاب ہوکر ایک سال قید ہوگیا۔ اس کے بعد یہ ہر سہ برادران مولوی محی الدین صاحب قصوری کے ملازم ہوکر باہر رہتے۔ مگر اب فضل الرحمٰن خاں عرصہ سے گھر پر رہتا ہے اگرچہ یہ ہمیشہ احمدیوں کا مخالف رہا۔ مگر اب عرصہ دو تین ماہ سے کسی خاص غرض کے ماتحت فضل الرحمٰن خان نے ہمارے ساتھ میل جول شروع کیا۔ اور بیعت بھی کرلی۔ مگر ۱۵۔۲۰ یوم کے بعد ہی اس کے بھائی کی تحریر سے ثابت ہوگیا۔ کہ وہ کسی پالیسی سے احمدی ہوا تھا۔ اس کے بعد علانیہ کہتا رہا۔ جہاد کے متعلق مجھے مرزا صاحب سے اختلاف ہے۔ ایسی گورنمنٹ کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ بروئے قرآن مجید اس سے جہاد کرنا ضروری ہے حال کے جلسہ سالانہ پر احراریوں سے ملتا رہا۔ اور جلسہ سالانہ سے واپس آکر ایک جلسہ میں اعلان کردیا۔ کہ میں جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ کیونکہ یہ لوگ گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں۔ بلکہ تنخواہ دار ہیں۔ اور گورنمنٹ ظالم ہے کیونکہ شریعت اسلام کے خلاف ہے۔ ایسی صورت میں اس گورنمنٹ کے ساتھ جہاد کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ یہ مرزائی جماعت اسلام کی دشمن ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ عدم تعاون کرکے اس کو تنگ کیا جائے۔ اس طرح احمدیوں کے خلاف اشتعال پیدا کیا گیا۔ اس دن سے فضل الرحمٰن کانٹھاں اور دسوہہ میں گورنمنٹ اور احمدیوں کے خلاف منافرت پیدا کرکے اشتعال پیدا کر رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گندی گالیاں دیتا رہتا ہے۔ چونکہ احمدیوں کو ہدایت ہے۔ کہ صبر کیا جائے جس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ ورنہ وہ منافرت پیدا کرنے والی اشتعال انگیز اور فتنہ و فساد پیدا کرنے والی جو تقریریں کرتا ہے۔ صبر سے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

چونکہ یہ روش فضل الرحمٰن خاں اور اس کے ساتھیوں کی نہایت اشتعال انگیز اور منافرت پیدا کرنے والی ہے جس سے بدامنی کا اندیشہ ہے۔ اس لئے قیام امن کے ذمہ وار افسران کو حالات کی اطلاع دیدی گئی ہے۔ (نامہ نگار)

احراری مولوی کی بدزبانی اور بیہودہ گوئی

مولوی عنایت اللہ احراری مقیم قادیان نے یکم فروری جمعہ کے دن چند لوگوں کو جو خطبہ سنایا۔ وہ حسب معمول جماعت احمدیہ کے خلاف افتراپردازی اور بدزبانی سے پر تھا۔ اس نے کہا۔ یہاں نبوت کو مخول بنا لیا گیا ہے۔ اور دنیا میں اعلان ہو رہا ہے کہ مرزا کو بھی الہام ہوتا تھا۔ وہ بھی خدا کا نبی تھا۔ مگر اس کی نبوت کے کیا کہنے ہیں۔ آتھم کو مارنا چاہا مگر وہ نہ مرا۔ محمدی بیگم سے نکاح کرنا چاہا مگر وہ ہاتھ نہ آئی۔ پھر کہا اس کا خاوند مر جائے گا وہ بھی نہ مرا۔ ہائے نبوت کو ان لوگوں نے کیا کر رکھا ہے۔ یہ نبوت نہیں کھیل ہے۔ پھر کہا ہر چیز کے دو رخ ہوتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین کے بھی دو رخ ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ یہاں کا زمیندار ہے اور مغل کہلاتا ہے۔ اور دوسرا رخ یہ کہ وہ رسول اللہ کی ختم نبوت پر حملہ کرتا ہے۔

اس کے بعد پھر تھوڑی دیر ادہر ادہر کی باتیں بیان کرنے کے بعد کہا۔ ارے یہاں تو یہ حالت ہے۔ کہ جب تک کسی کا کیسہ بھرا ہوا ہو۔ اور وہ مرزا محمود کو چندہ دے کر اس کا گھر بھر رہا ہو۔ اس وقت تک تو کہتے ہیں۔ یہ بڑا مخلص ہے۔ اس

جلسہ سالانہ کیلئے دیگوں کی تحریک

جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء کے موقعہ پر آج سے دس سال قبل ہمارا اندازہ تھا۔ کہ چالیس پچاس دیگیں دال اور سالن پکانے کیلئے ضروری ہیں۔ اور چونکہ یہ دیگیں اردگرد کے دیہات سے کرایہ پر منگائی جاتی تھیں۔ اس لئے اس خرچ سے بچنے کے لئے میں نے اخبار "الفضل" کے ذریعہ یہ اعلان کیا۔ اور بعض دوستوں کو اس اعلان کی ایک ایک کاپی خط کے ذریعہ بھیجی گئی۔ کہ وہ اپنی طرف سے یا اپنے والدین یا اور رشتہ داروں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے ایک ایک دیگ بنوا دیں۔ اس زمانہ میں ایک دیگ پر قریباً ستر اسی روپیہ خرچ آتا تھا میری یہ تحریک خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب ہوئی اور ۵۰ دیگیں مختلف دوستوں نے اپنی اور اپنے والدین یا رشتہ داروں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے امرتسر سے بنوا کر ہمیں بھجدیں۔ جن میں سے اکثر نے نقد روپیہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بھیجدیا۔ اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم امیر جماعت امرتسر کی معرفت ہم نے دیگیں بنوالیں لیکن اب جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء پر ہمیں ایک سو دس دیگوں کی ضرورت پیش آئی۔ اور ان دیگوں کے علاوہ جو جلسہ سالانہ کی اپنی تھیں ہمیں بقیہ دیگیں امرتسر بٹالہ اور دوسرے دیہات سے جمع کرنی پڑیں۔ جن کے آمد و رفت کے کرایہ کے علاوہ پکانے کا کرایہ اور قلعی کی رقم تین روپیہ ...

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کارخانوں کی ہڑتال کے متعلق احمد آباد سے ۲۱ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ اس وقت تک ہڑتال کرنے والے کارخانوں کی تعداد اکیس تک پہنچ گئی ہے۔ ہڑتال کنندوں نے اگرچہ کوئی امن سوز مظاہرہ نہیں کیا۔ لیکن حالت خطرناک ہوتی جا رہی ہے۔

مہاراجہ نیپال کے متعلق دہلی سے ۲۰ جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ آپ نے راجہ کالنگڑہ سے انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ ہندوستان کی بعض یاترائیں اہل نیپال کے نزدیک بھی ویسی ہی اہمیت رکھتی ہیں۔ جیسے ہندوستانیوں کے نزدیک۔ اس لئے ان کی حفاظت ضروری ہے۔ اور اس میں ہری جنوں کے داخلہ کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ آپ نے ہندوؤں کو اس معاملہ میں مضبوط رہنے کی تلقین کی۔

لاہور ہائیکورٹ میں ۲۱ جنوری چیف جسٹس اور جسٹس عبدالرشید کے روبرو قصور کے پالا شاہ کے قاتل محمد صدیق کا مرافعہ پیش ہوا۔ ملزم کی طرف سے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر نے بحث کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا۔ کہ ملزم کے دل میں پالے شاہ کی اس حرکت کی وجہ سے کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اس درجہ اشتعال پیدا ہوا۔ کہ اس کا دماغی توازن قائم نہ رہ سکا۔ نیز ملزم نے اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ اور نہ ہی ملزم کو متوفی سے کوئی ذاتی رنجش تھی۔ ان امور کی وجہ سے ملزم مستحق ہے کہ اس کی سزا میں تخفیف کر کے حبس دوام بعبور دریائے شور میں تبدیل کر دیا جائے۔ لیکن فاضل ججوں نے اس مرافعہ کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ان دلائل کا مطلب یہ ہے۔ کہ مذہب کے نام پر قتل کرنے والوں کو سزائے موت نہ دی جائے۔ حالانکہ یہ نظریہ قانوناً غلط اور اصولاً خطرناک ہے۔ چیف جسٹس نے فیصلہ کے دوران میں کہا کہ میں ملزم کے مشتعل ہونے کی دلیل کو درست قرار نہیں دے سکتا کیونکہ ملزم نے اس فعل کا ارتکاب گستاخی کے ایک لمبے عرصہ بعد کیا۔ نیز قرآن مسلمانوں کو پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو قتل کی اجازت نہیں دیتا۔

نئی دہلی سے ۲۱ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ برما کے گورنر سر ایچ سٹیفنسن ۲۲ اپریل ۱۹۳۵ء سے چار ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ آنریبل مسٹر ٹامس گورنر ہونگے۔

ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان تجارتی معاہدے پر ۳۰ جنوری کو اسمبلی میں ہنگامہ خیز بحث ہوئی۔ جب آرا شماری کی گئی۔ تو ۲۸ کے مقابلہ میں ۶۶ کی اکثریت سے یہ ترمیم منظور ہو گئی۔ کہ معاہدہ کو فوراً منسوخ کر دیا جائے۔

سنگنگ سے ۳۰ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ مانچوکو کی جاپانی افواج نے جھیل بوئر نر کے قریب روسی منگولیہ افواج پر حملہ کر دیا۔ اور خیلکا مو پر جس میں منگولیہ افواج مقیم تھی قبضہ کر لیا۔ جاپان کی وزارت فوجی نے اعلان کیا ہے کہ جاپان مانچوکو کی حدود میں منگولین افواج کی مداخلت کو سختی سے ناپسند کرتا۔ اور ان کی گوشمالی ضروری خیال کرتا ہے۔

لاہور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ پنجاب کے اٹھارہ شرفاء کو ۳۵-۱۹۳۴ء میں ایسی جاگیریں عطا کی گئی ہیں۔ جن کی آمدنی دو سو پچاس روپیہ سالانہ ہے۔ ان اشخاص میں سے دس مسلمان ہیں جن کا اکثر حصہ ذیلداروں۔ نمبرداروں اور سفید پوشوں پر مشتمل ہے۔

ڈبلن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ پچھلے دنوں آئرش فری سٹیٹ کی سینٹ میں مسٹر ڈی ویلرا کے ایما سے ایک بل پیش کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ آئرش فری سٹیٹ کے باشندوں کو آئندہ برٹش کامن ویلتھ کا باشندہ خیال نہ کیا جائے۔ اور انہیں الگ حقوق شہریت عطا کئے جائیں۔ ازاں بعد یہ بل سلیکٹ کمیٹی کے سپرد ہو گیا۔ اب ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ یہ بل پاس ہو گیا ہے۔ مسٹر ڈی ویلرا نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ ایک اور بل بھی عنقریب نافذ کیا جائے گا جس کا منشا یہ ہوگا۔ کہ شمالی آئرلینڈ کے لئے ایک الگ رجسٹر ہو جس میں پیدائشوں کا اندراج ہوا کرے۔

صوبہ سرحد کے قواعد جیل میں گورنر باجلاس کونسل نے ایک گزٹ کے ذریعہ ترمیم کرتے ہوئے اعلان کیا ہے۔ کہ جب تک کوئی وزیٹر سپرنٹنڈنٹ جیل کو مطلع نہ کرے۔ اور اس سے اجازت حاصل نہ کر لے۔ اسے جیل کی حدود میں جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

پشاور کی ایک اطلاع کے مطابق صوبہ سرحد کے گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ صوبہ کی پراونشل سول سروس میں اغلباً اس سال کسی شخص کو نہیں لیا جائے گا۔

جائنٹ کمیٹی کی رپورٹ پر نئی دہلی کی ایک اطلاع کے مطابق کونسل آف سٹیٹ میں ۱۲ ر ۱۳ - ۱۴ فروری کو بحث ہوگی۔

مسٹر اینے نیشنلسٹ پارٹی کے لیڈر نے نئی دہلی سے یکم فروری کی اطلاع کے مطابق پارلیمنٹری رپورٹ کے استرداد کے متعلق اسمبلی میں ترمیم پیش کی ہے۔ رپورٹ کے ناقابل قبول ہونے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ فرقہ وار حل سراسر قومیت کے خلاف اور مطلق العنانانہ اور غیر منصفانہ ہے اور یہ فیصلہ فرقہ پرستی کو تقویت دے گا۔ اور اقوام ہند کے درمیان مستقل افتراق پیدا کرے گا۔

مدراس کونسل نے یکم فروری کی اطلاع کے مطابق تا ایں بقدر ۱/۲ ۳۳ فیصدی تخفیف کی جو قرارداد منظور کی تھی۔ حکومت مدراس نے اس کو اس بنا پر مسترد کر دیا ہے۔ کہ اس تخفیف کی صورت میں تین کروڑ اکہتر لاکھ چھبیس ہزار اور چھ سو نوے روپے کا نقصان ہوگا۔ یہ خسارہ یقیناً حکومت کے نظام کو تہ و بالا کرنے والا ہے۔

ملکہ معظمہ کے بھائی ارل ایتھلون ۲۱ جنوری کو بمبئی پہنچے وائسرائے ہند کے دونوں اے ڈی کانگوں اور گورنر بمبئی کے فوجی سکرٹری نے استقبال کیا۔

لندن سے ۳۱ جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر جم مالیسن ۶ میل کی بلندی سے ۶۳ میل کی بلندی تک کی مجوزہ پرواز پر نیویارک روانہ ہو گئے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ ۴۶ ہزار فٹ کی بلندی تک پرواز کا جو ریکارڈ قائم ہے۔ اس کو توڑ کر پچاس ہزار فٹ کا ریکارڈ قائم کریں۔

کانگرس پارٹی نے متعدد کانگرسی ارکان اسمبلی کے دستخطوں سے یکم فروری کو پارلیمنٹری رپورٹ کے متعلق ترمیم کا نوٹس دیدیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رپورٹ کو برطانوی اقتدار اور اقتصادی مفاد کے جذبہ کے ماتحت مرتب کیا گیا ہے۔ اس سکیم کو قبول کرنے کی صورت میں بجائے سیاسی و اقتصادی ترقی کے تنزل و انحطاط رونما ہوگا۔

بغداد سے ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت عراق نے بصرہ اور کویت کے درمیان ریلوے لائن کے ٹھیکہ پر دستخط کر دئے ہیں۔ یہ لائن دو سو کیلو میٹر لمبی ہوگی۔

لیبر پارٹی نے لندن سے ۳۱ جنوری کی اطلاع کے مطابق انڈیا بل کی دوسری خواندگی کے موقع پر پیش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل قرارداد تیار کی ہے۔ اس ایوان کی رائے میں حکومت ہند کو بہتر بنانے کے لئے کوئی ایسا آئین قابل اطمینان نہ ہوگا۔ جو واضح طور پر درجہ نو آبادیات تک پہنچنے کے متعلق ہندوستان کے حق کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور جو ہندوستان کو درجہ نوآبادیات تک پہنچنے کے ذرائع فراہم نہیں کرتا۔ نیز جس کی قرارداد میں مثلاً حق رائے دہی و نمائندگی مزدوروں اور کسانوں کے لئے کوئی ایسا امکان محفوظ نہیں کرتیں۔ کہ وہ آئینی ذرائع سے اپنی معاشرتی و اقتصادی آزادی حاصل کر سکیں۔

گورنمنٹ آف انڈیا بل نئی دہلی سے یکم فروری کی اطلاع کے مطابق چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ یہ بل ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

عبداللہ قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی